

نبی کریم ﷺ کے آداب و اخلاق (نہج البلاغہ کی روشنی میں)

روشن علی 1

roshanali007@yahoo.com

کلیدی کلمات: بعثت، سیرت، اخلاق، زہد و تقویٰ، ہدایت، گمراہی۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبیؐ کو انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور انہیں اخلاق سکھایا اس طرح ایک برا معاشرہ اچھا معاشرہ بن گیا۔ بد اخلاق معاشرہ با اخلاق بن گیا۔ ایک دوسرے کی جانیں لینے والے ایک دوسرے پر قربان ہونے ہو گئے۔ یہ تبدیلی آپ ﷺ نے اپنے اخلاق سے کی جس کی نشاندہی قرآن مجید نے کی ہے کہ اے نبیؐ آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام جنہوں نے اپنی آنکھ نبی کریم ﷺ کی گود میں کھولی تھی اور بچپن سے جوانی تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کی اور آپ ﷺ کے اخلاق کو دیکھا اور سیکھا اسی طرح ان کو بیان بھی کیا۔ پس اس مقالہ میں حضرت علی علیہ السلام کے کلام نہج البلاغہ سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق و آداب کو بیان کیا جائے گا اور اسی طرح قرآن و حدیث سے بھی دلائل پیش کئے جائیں گے۔

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونک دی۔ پھر اسے مسبود ملائکہ قرار دیا۔ اس کے بعد اسے اپنا نائب بنایا اور اسے وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اللہ نے انسان کو علم و شریعت عطا کیا تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہے اور اللہ وحدہ لا شریک کی اطاعت و بندگی سے دور نہ ہو جائے۔ جیسے جیسے انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ان میں اختلافات اور خرافات کا بھی اضافہ ہوتا گیا جس کی وجہ سے لوگوں میں کئی قسم کی اخلاقی برائیاں پیدا ہو گئیں۔ اللہ نے ان کے اختلاف کو مٹانے، ان کو یکجا کرنے اور ان سے اخلاقی و روحانی برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنی طرف سے انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیجا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا یہ سلسلہ چلتا ہوا، آپ ﷺ تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنایا۔

اللہ نے آپ ﷺ کو ایسی کتاب و شریعت عطا کی جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ آپ ﷺ لوگوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے آئے۔ درحقیقت نبی کریم ﷺ کی آمد دین اسلام کی آمد تھی۔ جس سے صفحہ ہستی پر حقیقی اور خدائی تہذیب و تمدن وجود میں آگئی۔ انسانوں کے اندر ایک ایسی روح پھونک دی گئی، جس نے آپس میں محبت و مروت کے جذبات کی نشوونما کی اور ان کو پروان چڑھایا، خانہ خدا شریک و بت پرستی کی آلودگیوں سے صاف ہوا اور ہر طرف توحید کے نعموں کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ کھوئی ہوئی انسانیت کو دوبارہ زندگی ملی۔ بُرے اخلاق، اچھے اخلاق میں بدل گئے۔ ایک دوسرے کی جان لینے والے اب ایثار و قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو گئے، کیونکہ ان کے سامنے نبی کریم ﷺ ایک مجسمہ اخلاق کی حیثیت سے موجود تھے، جو دن رات ان کو مکارم اخلاق سے آراستہ کرتے رہتے تھے۔ پس ہم یوں کہہ دیں کہ یہ تمام کام صرف آپ ﷺ کے اخلاقی کمالات کی وجہ سے ہی ممکن ہوئے تھے، جس کی وضاحت قرآن کریم میں ان الفاظ سے کی گئی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ (1) یعنی: ”اور بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبہ پر فائز ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو اچھے اخلاق کی تعلیم دی، جس کی تعلیم براہ راست اللہ سے ہو تو اس کے کمال کی کوئی حد نہیں ہوتی یعنی؛ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو اخلاق سکھانے کے لیے بچپن سے ایک عظیم فرشتہ کو مقرر فرمایا تھا، جو روز و شب آپ ﷺ کو اخلاقِ حسنہ سکھاتا رہتا تھا۔ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ قَرَنَ اللَّهُ بِهٖ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ فَطِيماً أَعْظَمَ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَتِهٖ يَسْأَلُ بِهٖ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ وَمَحَاسِنِ
أَخْلَاقِ الْعَالَمِ كَيْلَهُ وَنَهَارَهُ۔ (2)

یعنی: ”اللہ نے آپ کی دودھ بڑھائی کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک (روح القدس) کو آپ کے ساتھ لگا دیا تھا، جو انہیں شب و روز بزرگ خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا۔“
جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ شوریٰ کی آیت ۵۲: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِنْ اٰمْرِنَا۔ (3) اور اسی طرح ہم نے اپنے امر میں سے ایک روح آپ کی طرف وحی کی ہے۔ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں مروی ہے:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ عَنِ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ عَنِ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ
اللَّهِ عَنِ قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِنْ اٰمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاٰيٰتُ قَالَ خَلَقَ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ اَعْظَمَ
مِنْ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ص يُخْبِرُهُ وَيُسَدِّدُهُ وَهُوَ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ۔ (4)

یعنی: ”امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اس میں روح سے مراد اللہ کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جو جبرائیل و میکائیل علیہم السلام سے عظیم تر ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھی، جو آپ ﷺ کو خبر دیتے تھے اور روکتے تھے اس کے بعد وہ مخلوق ائمہ اطہار کے ساتھ ہوتی تھی۔“

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۸۵: وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اٰمْرِ رَبِّيْ۔ (5) اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے روح میرے رب کے امر میں سے متعلق (ایک راز ہے)۔ کی تفسیر میں امام جعفر صادق سے ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے:

حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَمِيْرٍ عَنِ اَبِيْ بَصِيْرٍ عَنِ اَبِيْ عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ هُوَ مَلَكٌ اَعْظَمُ مِنْ جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَكَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ۔ (6)

یعنی: ”امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایسے عظیم فرشتہ کو لگا دیا تھا جو حضرت جبرائیل و میکائیل علیہم السلام سے عظیم تھا اور وہی فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ائمہ اطہار علیہم السلام کے ساتھ ہے۔“
اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو اخلاق سکھانے کے لیے بچپن سے ہی ایک عظیم فرشتہ مقرر کر دیا تھا جو روز و شب آپ کو اچھے اخلاق سکھاتا رہتا تھا، جس کی وجہ سے آپ مجسمہ اخلاق بن گئے اور اس کے ساتھ اپنے پیروکاروں کو بھی ایسا عظیم بنا دیا کہ وہ بھی دوسرے لوگوں کے لیے نمونہ عمل بن گئے۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كُنْتُ اَتَّبِعُهُ اِتِّبَاعَ الْفَصِيْلِ اَثَرُ اَمِّهٖ يَفْعَلُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِنْ اَخْلَاقِهٖ عَلَمًا وَيَأْمُرُنِيْ بِالْاِقْتِدَاءِ بِهٖ۔ (7)

یعنی: ”اور میں ان کے پیچھے یوں لگا رہتا تھا جس طرح اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ ہر روز میرے لیے اخلاقِ حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔“
پس امیر المومنین علی علیہ السلام ہی وہ ذات گرامی ہے، جو مکمل طور پر نبی کریم ﷺ کے پیروکار تھے اور آپ ﷺ نے انہیں جو اخلاق سکھائے تھے ان پر مکمل کاربند رہے تھے۔

سیرت رسول اللہ ﷺ کی اہمیت و ضرورت

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی اخلاقی و روحانی تربیت کا انتظام خود اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم المرتبت فرشتے کے ذریعے کیا اور آپ ﷺ دوسرے تمام انسانوں کے لیے نمونہ عمل بن گئے پس دوسرے انسانوں پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی پیروی کریں۔ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا - (8)

یعنی: ”بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔“

پس اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے ہر اس انسان کے لیے جو اللہ کے احکام پر مکمل عمل کرنا چاہتا ہے یعنی انسان کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت و سنت پر عمل کیا جائے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ ان آپ ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرًا جَاهِلِيًّا - (9)

یعنی: ”اے نبی ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے اعمال کی گواہی بھی دیں گے کہ انہوں نے کون سے اچھے اعمال انجام دیئے ہیں اور کون سے برے کام۔ اس کے ساتھ اچھے کام انجام دینے والوں کو خوشخبری دی اور برے کام کرنے والوں کو عذاب الہی سے ڈرایا اور ان کو دین کی طرف دعوت دی، تاریکی سے نکالا یعنی بد اخلاقی سے بچایا اور بااخلاق بنایا۔ اپنے نور مجسم کے ذریعے انہیں تاریکی سے نکال کر نور ایمان سے منور کر دیا۔ پس آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کرنا لازمی ہے۔ اسی کی طرف امام المتقین امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ (ص) كَافٍ لَكَ فِي الْأُسْوَةِ - (10)

یعنی: ”تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا قول و عمل پیروی کے لیے کافی ہے۔“

پس آپ ﷺ کے ہر قول و فعل کی مکمل پیروی کرنا ضروری ہے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے امیر المؤمنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے:

وَدَلِيلٌ لَّكَ عَلَى دَمِ الدُّنْيَا وَعَيْبِهَا وَكَثْرَةِ مَخَازِيِبِهَا وَمَسَاوِيِبِهَا - إِذْ قُبِضَتْ عَنْهُ أَطْرَافُهَا وَوُطِّئَتْ لِعَيْبِهَا أَكْنَافُهَا وَفُطِمَ عَنْ رِضَاعِهَا وَزُوِيَ

عَنْ رَحَائِقِهَا (11)

یعنی: ”اور آپ ﷺ کی ذات دنیا کے عیب و نقص اور اس کی رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کیلئے رہنما ہے۔ اس لئے کہ اس دنیا کے دامنوں کو ان سے سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لئے اس کی وسعتیں مہیا کر دی گئیں اور اس (دنیا کی چھاتیوں سے) آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا اور اس کی آرائشوں سے آپ کا رخ موڑ دیا گیا۔“

سیرت رسول اللہ ﷺ پر چلنے کا حکم

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی سیرت پر چلنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

فَتَأَسَّ بِبَيْتِكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ ﷺ فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِّمَن تَأَسَّى وَعِزًّا لِّمَن تَعُوَّى - (12)

یعنی: ”تم اپنے پاک و پاکیزہ نبی کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر کرنے والوں کے لئے ڈھارس ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی انسان محبوب ہے، جو آپ ﷺ کا پیروکار ہے۔ اس کے متعلق امیر المؤمنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِبَيْتِهِ وَ النُّقُتِيُّ لِأَثَرِهِ - (13)

یعنی: ”ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔“

اسی طرح قرآن کریم میں بھی ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبُّكُمْ اللَّهُ - (14)

یعنی: ”کہہ دیجئے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔“

پس اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بن جائے وہ آپ ﷺ کی پیروی کرے۔

زہد رسول اللہ ﷺ

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زہد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

قَضَمَ الدُّنْيَا قَضَمًا وَلَمْ يُعِدْهَا طَرَفًا - (15)

یعنی: ”آپ ﷺ نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا۔“

پس آپ ﷺ نے اس دنیا کو صرف زندہ رہنے کے لئے تھوڑا سا چکھا اور اکثر خالی پیٹ رہا کرتے تھے۔ جس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحًا - وَأَخْضَمُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْنًا - عَرَضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَكَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا - (16)

یعنی: ”آپ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں بسر کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ خالی پیٹ رہنے والے

تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے دنیا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔“

پس معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں سب سے زیادہ زہد انسان تھے کیونکہ آپ ﷺ نے دنیا کو صرف ضرورت کے مطابق چکھا تھا تاکہ انسان زندہ رہ سکے اس سے زیادہ نہیں۔ آپ ﷺ اکثر اوقات خالی پیٹ رہا کرتے تھے یعنی اکثر فاقہ میں رہا کرتے تھے، اگرچہ آپ ﷺ کو دنیا کی پیش کش کی گئی تھی لیکن آپ ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا یہ سب آپ ﷺ نے اللہ کی تواضع کی خاطر کیا۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حکم کی مکمل تعمیل کرتے تھے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند تھی وہ آپ ﷺ کو بھی ناپسند تھی۔ اسی طرح جو چیز اللہ تعالیٰ کو پسند تھی وہ آپ ﷺ کو بھی پسند تھی۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَدِمَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْعَضَ شَيْئًا فَأَبْعَضَهُ - وَ حَقَّرَ شَيْئًا فَحَقَّرَهُ - وَ صَغَّرَ شَيْئًا فَصَغَّرَهُ - (17)

یعنی: ”اور (جب) آپ ﷺ نے جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو برا جانا ہے تو آپ نے بھی اسے برا ہی جانا۔ اور اللہ نے ان چیز کو حقیر

سمجھا ہے تو آپ ﷺ بھی اسے حقیر ہی سمجھا۔ اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ ﷺ نے بھی اسے پست ہی قرار دیا۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر امیر المؤمنین علی علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زہد کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَ صَغَّرَهَا وَ أَهْوَنَ بِهَا وَ هَوَّنَهَا وَ عَدِمَ أَنَّ اللَّهَ ذُوَهَا عَنَّا وَ حَتَّى إِذَا رَأَى أَحَدًا رَأَى أَفْأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ وَ أَمَاتَ

ذِكْرَهَا عَنِ نَفْسِهِ وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنِ عَيْنِهِ لِكَيْ لَا يَتَخَنَ مِنْهَا رِيَاءًا أَوْ يَرْجُو فِيهَا مَقَامًا - (18)

یعنی: ”انہوں نے اس دنیا کو ذلیل و خوار سمجھا اور پست و حقیر جانا اور جانتے تھے کہ اللہ نے ان کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے دنیا کا رخ ان سے موڑا ہے، اور گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لئے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لہذا آپ ﷺ نے دنیا سے دل ہٹا لیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سچ دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں، اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں۔“

سیرت نبی کریم ﷺ

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی کو بیان کرتے ہوئے امام المتقین امیر المؤمنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَانَ ﷺ يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ - وَيَجْلِسُ جَلْسَةَ الْعَبْدِ - (19)

یعنی: ”رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے۔“

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں بھی موجود ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

مُحَمَّدٌ بْنُ يُحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي النَّغْرَاءِ عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَأْكُلُ الْكَلَّ الْعَبْدُ وَيَجْلِسُ جَلْسَةَ الْعَبْدِ وَيَعْلَمُ أَنَّهُ عَبْدٌ - (20)

یعنی: ”ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غلاموں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ ﷺ عبد ہیں۔“

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّظْمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرِيحَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْكَلَّ الْعَبْدُ وَيَجْلِسُ جَلْسَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَأْكُلُ عَلَى الْحَضِيضِ وَيَنَامُ عَلَى الْحَضِيضِ - (21)

یعنی: ”حضرت جابر، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور زمین پر سوتے تھے۔“

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ - (22)

یعنی: ”حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھتے تھے، اور زمین پر (بیٹھ) کھانا کھاتے تھے، بکری کا دودھ دوہتے تھے اور مملوک کی دعوت کو قبول کرتے تھے۔“

پھر امیر المؤمنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَيُخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ - وَيَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ - (23)

یعنی: ”آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے جوتی ناکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں بیوند لگاتے تھے۔“

اسی طرح ایک حدیث میں وارد ہے:

اخبرنا الحسين بن احمد بن بسطام، بالابلة، حدثنا حسين بن مهدي، حدثنا عبد الرزاق، اخبرنا معبر، عن الزهري، عن عروة، قال: قلت لعائشة: يا ام المؤمنين، اى شيء كان يصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان عندك؟ قالت: " ما يفعل احدكم في مهنة اهله، يخصف نعله، ويخيط ثوبه، ويرقع دلوه" - (24)

یعنی: ”عروہ کہتے ہیں کہ میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب آپ کے پاس (گھر میں) ہوتے تھے تو کیا کام کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ آپ لوگ اپنے گھر میں کام کرتے ہو۔ آپ اپنی نعلین کو ٹاکنگے تھے، اپنے کپڑے سینتے تھے اور ڈول کو (بھی خود) سینتے تھے۔“

مزید امام علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَذْكُبُ الْحِصَارَ الْعَارِي وَيُزِدُّ خَلْفَهُ - (25)

یعنی: ”آپ ﷺ بے پالان کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے۔“

اسی طرح ایک اور حدیث میں یوں بیان ہے:

حدثنا ابو بكر اسماعيل بن محمد بن اسماعيل الفقيه بالري، ثنا ابو بكر محمد بن الفرج الازرق، ثنا هاشم بن القاسم، ثنا شيبان ابو معاوية، عن اشعث بن ابي الشعشاء، عن ابي بردة، عن ابي موسى، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم "يركب الحصار"، ويلبس الصوف، ويعتقل الشاة، ويأتي مراعاة الضيف - (26)

یعنی: ”حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے اور صوف پہنتے تھے، بکری کا دودھ دہتے تھے، اور مہمان نوازی کرتے تھے۔“

آپ ﷺ کا زہد

آپ ﷺ کے زہد کے بارے میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

وَيَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَيَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ يَا فُلَانَةَ لِاحْدَى اَزْوَاجِهِ غَيَّبِيهِ عَنِّي فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَ زَحَارِ فَهَآ - (27)

یعنی: ”گھر کے دروازے پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج میں سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹا دو۔ جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آجاتی ہیں۔“

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں تصاویر والا پردہ تک برداشت نہیں کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کو اپنی آنکھوں سے ہٹانے کا سبب بھی بیان کر دیا کہ اس کو دیکھنے کی وجہ دنیا یاد آجاتی ہے اور آپ ﷺ نے دنیا سے منہ موڑ دیا تھا اس لئے دنیا کی زیب و زینت آپ ﷺ کو ناپسند تھی۔ اسی طرح امیر المؤمنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ - وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ - وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشًا وَلَا يَعْتَقِدَ هَا قَرَارًا وَلَا يَزْجُو فِيهَا مَقَامًا - (28)

یعنی: ”پس آپ ﷺ نے دنیا سے دل ہٹالیا تھا۔ اور اس کی یاد تک آپ ﷺ نے اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی۔ اور آپ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ اس کی سچ و سچ نگاہوں سے پوشیدہ رہے، تاکہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں۔“

اس کے ساتھ امیر المؤمنین علی علیہ السلام یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں:

فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ وَأَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ وَ غَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ - وَ كَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئًا أَبْغَضَ أَنْ يُنْظَرَ إِلَيْهِ وَ أَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ - (29)

یعنی: ”آپ ﷺ نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا۔ یونہی جو شخص کسی شے کو برا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔“

دوسروں کے لئے نمونہ عمل

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی دوسرے تمام انسانوں کے لئے نمونہ عمل ہے۔ اگر کوئی انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ آپ ﷺ کی زندگی پر نظر کرے اور اپنے آپ کو آپ ﷺ کی سیرت و سنت کے سانچے میں ڈالے۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے متعلق اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ص مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِي الدُّنْيَا وَعُيُوبِهَا إِذْ جَاءَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ وَذُوِيَتْ عَنْهُ ذَخَائِرُهَا مَعَ عَظِيمِ زُنْفَرِهِ
(30)-

یعنی: ”رسول اللہ ﷺ (کے عادات و خصائل) میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمہیں دنیا کے عیوب و قبائح کا پتہ دیں گی۔ جبکہ آپ اس دنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا کرتے تھے اور باوجود انتہائی قرب منزلت کے اس کی آرائشیں ان سے دور رکھی گئیں۔“ اسی ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

فَلْيَنْظُرْ نَاطِرٌ بِعَقْلِهِ أَكْرَمَ اللَّهُ مُحَمَّدًا بِذَلِكَ أَمْ أَهَانَهُ فَإِنْ قَالَ أَهَانَهُ فَقَدْ كَذَّبَ وَاللَّهِ الْعَظِيمِ بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ وَإِنْ قَالَ أَكْرَمَهُ فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَّطَ الدُّنْيَا لَهُ وَذَوَّاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ۔ (31)

یعنی: ”چاہیے کہ دیکھنے والا عقل کی روشنی میں دیکھے کہ اللہ نے انہیں دنیا نہ دے کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا اہانت کی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ اہانت کی ہے تو اس نے جھوٹ کہا ہے اور بہت بڑا بہتان باندھا اور اگر یہ کہے کہ عزت بڑھائی ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ نے دوسروں کی بے عزتی ظاہر کی جبکہ انہیں دنیا کی زیادہ سے زیادہ وسعت دے دی اور اس کا رخ اپنے مقرب ترین بندے سے موڑ رکھا۔“

پس جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ہلاکت و تباہی سے بچ جائے اس کو آپ ﷺ کی پیروی کرنے چاہیے ورنہ وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔ جس کے بارے میں امیر المومنین علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

تَأْتِي مُمَّتًا سِبْبِيهِ وَاقْتَصَّ أَثَرَهُ وَوَلَجَّ مَوْلَجَهُ وَالْأَفْلَايَا مَنِ الْهَلَكَةِ۔ (32)

یعنی: ”پیروی کرنے والے کو چاہیے کہ ان کی پیروی کرے اور ان کے نشان قدم پر چلے اور انہی کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔“

آپ ﷺ کے کھانے پینے کی کیفیت

آپ ﷺ کے کھانے کا یہ عالم تھا کہ کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا اور اکثر اوقات بھوکے رہا کرتے تھے اور اسی حال میں آپ ﷺ نے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: رَجَعْنَا مِنَ الدُّنْيَا خَبِيصًا۔ (33) یعنی: ”دنیا سے آپ بھوکے نکل کھڑے ہوئے۔“

اسی طرح ”وَوَرَدَ الْآخِرَةَ سَلْبًا۔“ (34) یعنی: ”آخرت کی زندگی کی طرف سلامتی کے ساتھ پہنچ گئے۔“

مال دنیا کی جمع آوری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال دنیا میں سے کوئی چیز جمع نہیں کی، جو کچھ ہوتا تھا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ اپنے لئے کوئی محل تعمیر نہیں کیا اسی حال میں اس دنیا کو چھوڑا۔ اس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

لَمْ يَضَعْ حَجْرًا عَلَى حَجْرٍ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ وَأَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ - (35)

یعنی: ”آپ نے تعمیر کے لئے کبھی پتھر پر پتھر نہیں رکھا۔ یہاں تک کہ آخرت کی راہ پر چل دیئے اور اللہ کی طرف بلاوا دینے والے کی آواز پر لبیک کہی۔

سیرت رسول ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام

امیر المومنین علی علیہ السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکمل پیروکار تھے جیسا کہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللَّهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفًا نَتَّبِعُهُ وَقَائِدًا نَطَأُ عَقِبَهُ - (36)

یعنی: ”یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک پیشرو و پیشوا جیسی نعمت عظمیٰ بخشی کہ جن کی ہم پیروی کرتے ہیں اور قدم بہ قدم چلتے ہیں (انہی کی پیروی میں)۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے ایک عظیم نعمت و احسان ہے، جو اس امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ جس کا قرآن کریم نے اس طرح ذکر کیا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ

قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (37)

یعنی: ”ایمان والوں پر اللہ نے بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا

ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔“

پس امیر المومنین علی علیہ السلام کی ذات گرامی مکمل طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و سنت پر عمل پیرا تھی، جس کے متعلق آپ علیہ السلام ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

وَاللَّهِ لَقَدْ رَفَعْتُ مِنْ رِعْتِي هَذِهِ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا وَلَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ أَلَا تَتَّبِدُنَا عَنكَ فَقُلْتُ اعْرَبْ عَنِّي فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْبُدُ

النَّفْوُ السُّهَيْ - (38)

یعنی: ”خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیض میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے ایک کہنے

والے نے کہا کہ کیا آپ اسے اتاریں گے نہیں؟ تو میں نے سے کہا کہ میری (نظروں سے) دور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات

کے چلنے کی قدر ہوتی ہے اور وہ اس طرح کی مدح کرتے ہیں۔“

انسانوں کی ہدایت کی فکر

نبی کریم ﷺ کو ہر وقت انسانوں کی ہدایت کی فکر لگی رہتی تھی۔ آپ ﷺ کی اس کیفیت کو امیر المومنین علی علیہ السلام اس طرح بیان فرماتے ہیں:

طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطَبِّهِ قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَأَحْمَى مَوَاسِمَهُ يَضَعُ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ مِنْ قُلُوبِ عُمِي وَ آذَانِ صِيَمٍ وَ أَلْسِنَةِ بِيَمٍ مُتَتَبِعٌ

بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ وَ مَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ - (39)

یعنی: ”وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت و طب کو لئے ہوئے چکر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لئے ہوں اور داغنے کے

آلات تپائے ہوں۔ وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو

استعمال میں لاتا ہو، اور دوائے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِأَضْوَاءِ الْحِكْمَةِ وَلَمْ يَقْدَحُوا بِزِنَادِ الْعُلُومِ الشَّاقِبَةِ فَهُمْ فِي ذَلِكَ كَالْأَنْعَامِ السَّائِبَةِ وَالسُّخُورِ الْقَاسِيَةِ - (40)

یعنی: ”مگر لوگوں نے نہ تو حکمت کی تیروں سے ضیائے نور کو حاصل کیا، اور نہ علوم درخشاں کے چقماق کو رگڑ کر نورانی شعلے پیدا کئے۔ وہ اس معاملہ میں چرنے والے حیوانوں اور سخت پتھروں کے مانند ہیں۔“

اسی طرح قرآن کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان خوبیوں کو بیان کرتا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ (41)

یعنی: ”بتحقیق تمہارے پاس خود تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے تمہیں تکلیف میں دیکھنا ان پر شاق گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہاں ہے اور مؤمنین کے لئے نہایت شفیق اور مہربان ہے۔“

اسی طرح آپ ﷺ امت کی ہدایت کی فکر میں اس حد تک پہنچ گئے کہ کہیں آپ کی جان کو خطرہ نہ لاحق ہو جائے بالاتر خدا کو کہنا پڑا کہ: ”فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنَّ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِذِهِ الْحَدِيثِ آسَفًا -“ (42) پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اس رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔ اس کا مقصد یہ کہ آپ کو ان جاہلوں اور گمراہوں کی اس قدر فکر تھی کہ آپ اپنی جان کی پرواہ تک نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر بھی ارشاد رب العزت ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسِكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - (43)

یعنی: ”ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ تو اپنی جان کھودیں گے۔“

خلاصہ یہ کہ نبی البلاغہ میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے کلام سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی مکمل طور پر مجسمہ اخلاق تھی اور آپ ﷺ کی اخلاقی و روحانی تربیت کا انتظام خود خالق کائنات نے کیا اور آپ ﷺ نے باقی انسانوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کی۔ آپ ﷺ نے اپنی عملی زندگی گزار کر دوسروں کو اخلاق سکھائے یہاں تک کہ آپ ﷺ خدا کی بارگاہ میں تواضع و عاجزی کی ایسی عملی مثالیں قائم کیں کہ جن کی مثال ہمیں کہیں نہیں ملتی۔

آپ ﷺ اس کائنات کے افضل ترین انسان ہونے کے باوجود غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اور ان کی طرح کھانا کھاتے تھے۔ غلاموں کی دعوت کو قبول کرتے تھے جبکہ اس دور میں غلاموں کی کوئی حیثیت نہیں دی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور اکثر اوقات فاتوں پر گزار دیتے تھے باوجود اس کے آپ ﷺ کے پاس دنیا کی کوئی کمی نہیں تھی بلکہ دنیا کی پیشکش بھی کی گئی تھی لیکن آپ ﷺ نے اسے ٹھکرادیا۔ نہ آپ ﷺ نے کوئی مال دنیا جمع کیا اور نہ ہی زندگی کی آسائش کے لئے کوئی محل تعمیر کیا۔

جب آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو اس وقت بھی آپ ﷺ خالی پیٹ ہی تھے اس طرح آپ ﷺ اپنے خالق و مالک سے جا ملے۔ پس تمام انسانوں پر فرض ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی سیرت و سنت پر عمل کریں اور لوگوں کی ہدایت و راہنمائی اس طرح کریں جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کو اس طرح لوگوں کی ہدایت کی فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو روکا کہ اتنی فکر نہ کریں کہ آپ ﷺ کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے۔

حوالہ جات

- 1- القلم، آیت: ۴
- 2- مفتی جعفر حسین، مترجم نوح البلاغ، طبع سوم: دسمبر ۲۰۱۳، ناشر: معراج کتبچی اردو بازار لاہور پاکستان، خطبہ ۱۹۰ یہ خطبہ قاصد کے نام سے مشہور ہے، صفحہ ۴۱۹
- 3- شوری، آیت ۵۲
- 4- صفار، محمد بن حسن (التوفی: ۲۹۰ھ)، "بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد صلی اللہ علیہم"، ناشر: مکتبہ آیۃ اللہ المرعشی النجفی، قم۔ ایران، سال طبع: ۱۴۰۳ھ ق، جلد ۱، صفحہ ۴۵۶
- 5- بنی اسرائیل، آیت ۸۵
- 6- فتی علی ابن ابراہیم (التوفی: ۳۰۳ھ ق)، "تفسیر فتی"، ناشر: دارالکتب۔ قم۔ ایران، سال طبع: ۱۴۰۳ھ ق، جلد ۲، صفحہ ۲۶
- 7- نوح البلاغ، خطبہ ۱۹۰، صفحہ ۴۱۹
- 8- الأحزاب، آیت: ۲۱
- 9- الاحزاب: آیت ۴۵-۴۶
- 10- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۰
- 11- خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۰
- 12- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۱
- 13- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۱
- 14- سورہ آل عمران، آیت ۳۱
- 15- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۱
- 16- ایضا، صفحہ ۳۳۱
- 17- ایضا، صفحہ ۳۳۱
- 18- نوح البلاغ، خطبہ ۱۰۷، صفحہ ۲۴۹
- 19- ایضا، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲
- 20- الکلبینی محمد یعقوب (التوفی: ۳۲۹ھ)، "الکافی"، ناشر: دارالکتب الاسلامیہ، تہران، ایران، سال طبع: ۱۴۰۷ھ، جلد ۶- صفحہ ۲۷۱
- 21- برقی احمد بن محمد بن خالد (التوفی: ۲۷۳ یا ۲۸۰ھ)، "الحاسن"، ناشر: دارالکتب الاسلامیہ، قم ایران، سال طبع: ۱۳۷۱ھ، جلد ۲، صفحہ ۴۵
- 22- طبرسی، حسن بن فضل (التوفی: ۶ صدی ہ)، "مکارم الاخلاق"، ناشر: الشریف الرضی، قم ایران، سال طبع ۱۳۱۲ھ، صفحہ ۱۶
- 23- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲
- 24- ابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التیمی البستی (التوفی: ۳۵۳ھ)، "الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان"، ناشر: دارالفکر بیروت لبنان، طبع الاولی ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۶م۔، کتاب الخطر والاباط، باب التواضع والکبر والعجب، ذکر خبر خان یصرح بصحة ما ذکرناه، حدیث: ۵۷۵۴
- 25- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲
- 26- الامام الحاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدیہ بن نعیم الضبی الطہمانی النیسابوری (التوفی: ۴۰۵ھ)، "المستدرک علی الصحیحین"، تحقیق و تقدیم: ڈاکٹر محمد، ناشر: دارالفکر، للطباعة والنشر والتوزیع، طبع اول ۲۰۰۲م، کتاب الایمان، ولما حدیث سمرۃ بن جندب، حدیث: ۲۰۳
- 27- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲
- 28- نوح البلاغ، خطبہ ۱۵۸، صفحہ ۳۳۲
- 29- ایضا، صفحہ ۳۳۲
- 30- ایضا، صفحہ ۳۳۲
- 31- ایضا، صفحہ ۳۳۲-۳۳۳
- 32- ایضا، صفحہ ۳۳۳
- 33- ایضا، صفحہ ۳۳۳
- 34- ایضا، صفحہ ۳۳۳
- 35- ایضا، صفحہ ۳۳۳
- 36- ایضا، صفحہ ۳۳۳

-
- 37- آل عمران: ۱۶۴
38- نوح البلاغه، خطبه ۱۵۸، صفحه ۳۳۳
39- نوح البلاغه، خطبه ۱۰۶، صفحه ۲۴۲
40- نوح البلاغه، خطبه، صفحه ۲۴۲-۲۴۳
41- توبه، آیت: ۱۲۸
42- کهف، آیت: ۶
43- شعراء، آیت ۳